حضرت سیّد احمد شہیدؒ کا فقہی مسلک

مولانا محمد عبدالحلیم چشتی

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح و تذکرہ پر اردو زبان میں چھوٹی بڑی کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں، جن میں ان کی زندگی کے ہر پہلو پر مفصل بحث ہے اور ان کے متعلق ہر قسم کے ناروا اعتراض اور بے جا الزام کی کھل کر تردید کی گئی ہے مگر تعجب ہے کہ ان تذکرہ نگاروں نے موصوف کے فقہی مسلک سے کوئی اعتناء نہیں کیا حالانکہ یہ بحث ان کی زندگی ہی میں چھڑ چکی تھی اس لئے یہ کسی طرح بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہ تھی یہ تو مستقل سوانح عمریوں کا حال ہے۔ باقی کتب تذکرہ میں ایک آدھ تذکرہ نگار نے اس سلسلہ میں کوئی بات کہی بھی ہے تو اس کو حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

جن لوگوں نے اسلامی تحریکوں کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور ان کے عروج و زوال کے اسباب پر غور کیا ہے ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ عجم کی سرزمین پر کوئی اسلامی تحریک بھی تصوف اور مذاہب ائمہ اربعہ میں سے کسی مسلک کی پابندی کے بغیر کبھی پروان نہیں چڑھ سکی۔ ان وجوہ سے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے مخلص مصلح، مجاہد، متبع سنت، حق گو، حق پسند بزرگ اور امام وقت کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالتے وقت سیرت نگاروں کا یہ فرض تھا کہ وہ موصوف کے مسلک فقہی کی وضاحت کرتے اور جو حقیقت تھی اس کو بے کم و کاست پیش کرتے مگر نہایت افسوس ہے کہ ارباب تذکرہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ بعض تذکرہ نگاروں نے اپنے مبہم بیانات سے اس مسئلہ کو اور بھی الجھا دیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ان مبہم بیانات پر ایک تفصیلی نظر ڈال لی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان ارباب تذکرہ نے اس سلسلہ میں موصوف کے ساتھ کہاں تک انصاف کیا ہے اور پھر خود حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات اور ان کے نامور خلفاء کے بیانات سے ان کے فقہی مسلک کی وضاحت کر دی جائے۔

سب سے پہلے سر سید احمد خاں نے جو ابتداء میں اہل حدیث تھے آثار الصنادید میں سید شہیدؒ کا تذکرہ بڑی عقیدت سے کیا لیکن اس سلسلہ میں ایک حرف نہیں لکھا پھر نواب صدیق حسن خاں نے تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار میں ان کے حالات لکھے اور اس میں موصوف کے مقامات عالیہ اتباع سنت اور جہاد سب ہی امور پر روشنی ڈالی۔ وہابیت کے الزام کی بھی پر زور تردید کی لیکن حنفیت کے متعلق دو لفظ لکھنے سے پہلو تہی کر گئے ہیں۔

نواب صاحبؒ کا بیان ملاحظہ ہو۔

وعظ خلفاء وے سرزمین ہند را از خس و خاشاک شرک و بدع پاک ساختہ و بر شاہراہ اتباع کتاب و سنت آوردہ کہ ہنوز برکات آن نصائح جاری وساری است۔

سید صاحبؒ کے خلفاء کے وعظ نے ہندوستان کی سرزمین کو شرک و بدعات کی خس وخاشاک سے پاک وصاف کیا اور کتاب وسنت کی پیروی کی راہ پر ڈالا کہ آج بھی ان کے وعظ کی برکتیں جاری وساری ہیں۔

مقامات سیدؒ در سلوک ظاہر و باطن عالی تر از آن ست کہ بمقامات و حالات، فلاں و بہماں ماند اگر خواہی کہ نمونہ از آں بہ بینی بیاد کتاب صراط مستقیم و رد الاشراک و رسالہ امامت و تقویۃ الایمان را ملاحظہ کن و دریاب کہ ایں ہمہ بیان ہر چند در ظاہر از زبان خلفاء و مریدان اوست اما در حقیقت از جنان او فائض گشتہ ؎

سید احمد شہیدؒ کے سلوک ظاہری و باطنی اس سے کہیں بالاتر ہیں کہ کسی کے حالات و مقامات سے تشبیہ دی جاسکے اگر تم چاہتے ہو کہ اس کا نمونہ دیکھو تو آؤ اور کتاب صراط مستقیم، رد الاشراک، رسالہ (منصب) امامت اور تقویۃ الایمان کو دیکھو اور معلوم کرو۔ ہرچند یہ تمام بیان ان کے خلیفہ اور مریدوں کی زبان سے ادا ہوا ہے لیکن حقیقت میں یہ سب انہی کے فیض باطنی کا اثر ہے۔ ؎

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

تسدید و تقریب صوری و معنوی علماء موحدین متبعین ایں سرزمین را منبع و معدن

اس سرزمین کے متبع سنت اور توحید پرست علماء کی ظاہری اور باطنی آراستگی اور درستگی کا

همیں فیوض خاطر اوست ....
......گور پرستان و پیر پرستان
ہند بمجرد دیدن جہاد از وے در
حدود افاغنہ طریقہ او را بر دامن
محمد بن عبدالوہاب نجدی بستند و
گفتند آنچہ گفتند و نوشتند آنچہ
نوشتند و کردند آنچہ کردند حاشا وکلا
کہ او را ہیچ علاقہ ظاہری و باطنی با مشار
الیہ باشد،

جہاد نہ ایجاد شیخ نجد
بود کہ ایں مسئلہ در جملہ کتب
اسلام از کتاب و سنت و فقہ
جہاد آں مرقوم ست اما تا شروط
و قیود آں موجود نگردد روا نیست
و لہذا سید احمد در ہند جہاد نکرد و با دولت
برطانیہ طرف نشد ہجرت نمود بیروں ازیں معمورہ
میدان صف با سکھاں و افغاناں آراست [1]

منبع و مخزن سید صاحبؒ کے فیضان باطنی
ہی کا نتیجہ ہے .... ہندوستان کے قبر
پرستوں اور پیر پرستوں نے سید صاحبؒ کو
افغانوں کے حدود میں محض جہاد کو دیکھ کر ان
کے طریقہ کو شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے
طریقہ سے وابستہ کر دیا اور کہا جو کچھ کہ کہا اور
لکھا جو کچھ کہ لکھا اور جو کچھ کہ کیا کیا، حاشا وکلاّ ان کا
ظاہری اور باطنی کوئی ادنیٰ سا تعلق بھی
عبدالوہاب نجدی سے نہیں، جہاد شیخ نجدی کی
ایجاد نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ اسلام کی تمام کتابوں
میں قرآن، حدیث، فقہ اور دوسری کتابوں میں
بھی مذکور ہے، جب تک اس کے شروط و قیود
نہیں پائے جاتے اس وقت تک جہاد جائز نہیں،
اس وجہ سے سید احمد شہیدؒ نے ہندوستان میں
جہاد نہیں کیا اور حکومت برطانیہ سے برسر پیکار
نہیں ہوئے۔ ہجرتؒ کی اور انکی عملداری سے باہر
سکھوں اور افغانوں کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے [2]

---

۱ ملاحظہ ہو تقصار جیود الاحرار، مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۸ھ ص ۱۰۹، ۱۱۰

۲ افسوس ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے سرکار کی خیر خواہی کی وجہ سے سید صاحبؒ کے انگریزوں سے جہاد نہ کرنے کو بڑے ہی غلط رنگ میں پیش کیا ہے چنانچہ مہر صاحب نے "سید احمد شہید" (طبع لاہور ج ۱ ص ۲۳) کے آغاز ہی میں اس پر تنبیہ کر دی ہے، وہ فرماتے ہیں

(نواب صدیق حسن خان) نے لکھا ہے کہ کتاب و سنت میں جہاد کے شروط و قیود ہیں اسی لئے
(باقی ص ۱۹۵ پر)

عجیب بات ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے حضرت شہیدؒ کے خلاف وہابیت کے الزام کی تردید پر تو بڑا زور دیا ہے مگر ان کے حنفی ہونے کا ذکر نہیں کیا جس سے کہ خود بخود اس الزام کی تردید ہو جاتی،

مولانا حکیم سید عبدالحی لکھنوی جو اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے، ان کو تو سید احمد شہیدؒ کے جزئیات احوال کی ایسی تلاش تھی کہ انھوں نے موصوف کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کی خاطر ۱۳۱۲ھ میں دہلی اور اس کے اطراف کا سفر بھی کیا تھا اور ان کے حالات میں جو کتابیں لکھی گئی تھیں ان کو بھی دیکھا تھا، نزھۃ الخواطر میں ان کا تذکرہ نہایت عقیدت کے ساتھ ان شاندار الفاظ میں کیا ہے۔

السید الامام الھمام حجۃ اللہ بین الانام موضح حجۃ الملۃ والاسلام قامع الکفرۃ والمبتدعین وانموذج الخلفاء الراشدین والائمۃ المھدیین مولانا الھمام المجاھد الشھید السعید احمد بن عرفان بن نور الشریف الحسنی البریلوی کان من ذریۃ الامیر الکبیر بدر الملۃ المنیر شیخ الاسلام قطب الدین محمد بن احمد المدنی[1]

(بقیہ حاشیہ ص۱۹۴) سید صاحبؒ نے ہندوستان میں جہاد نہ کیا اور حکومت برطانیہ کے خلاف محاذ قائم نہ فرمایا بلکہ باہر جا کر سکھوں اور افغانوں کے خلاف لڑے مبادا اس بیان سے غلط فہمی پیدا ہو، اس لئے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ سید صاحبؒ انگریزوں کو مسلمانوں کے لئے سکھوں سے بدرجہا زیادہ خطرناک سمجھتے تھے یہ اتفاق کی بات ہے کہ مختلف مصالح کی بنا پر سرحد کو مرکز بنایا اور اس میں سکھ سامنے آ گئے، افغانوں کے خلاف لڑائیاں سید صاحبؒ کے مقاصد میں داخل نہ تھیں، نہ سید صاحبؒ انھیں پسند کرتے تھے، لیکن جن افغانوں نے مسلمانوں کے خلاف سکھوں کا ساتھ دیا اور بار بار کی تفہیم کے باوجود باطل کا راستہ نہ چھوڑا، ان سے مجبوراً لڑنا پڑا۔

[1] ملاحظہ ہو نزھۃ الخواطر حیدرآباد دکن ج۔۷ ص۲۷

مذکورۃ بالا عبارت میں سید شہیدؒ کے حنفی ہونے کی طرف ہلکا سا اشارہ تک نہیں کیا ہے۔ اس کے برعکس ایسے الفاظ لکھ دیئے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موصوف سلفی تھے یعنی اہل حدیث تھے اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مسلک پر عمل پیرا نہیں تھے موصوف کے الفاظ ہیں۔

شد المئزر بنصرۃ السنۃ المحضۃ والطریقۃ السلفیۃ[۱]

سیّد شہیدؒ نے سنت سنیہ اور طریقۂ سلیقہ کی تعرف وحمایت میں بڑی سرگرمی دکھائی ہے۔

یہی وہ تعبیر ہے جس سے یہ ایہام ہو جاتا ہے کہ موصوف تقلید آئمہ کے قائل نہیں تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحب نزھۃ الخواطر نے حضرت سید احمد شہیدؒ جیسے پکّی حنفی کو جو کابراً عن کابر حنفی تھے اور اس امر کا ببانگ دہل اعلان بھی کرتے تھے، جیساکہ آگے آتا ہے، سلفی لکھ دیا ہے۔ سیّد صاحبؒ نے چونکہ لوگوں کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دی تھی اور شرک وبدعات کی بیخ کنی کی تھی اس بنا پر صاحب نزھۃ الخواطر نے انہی کو نہیں بلکہ ان کے بہت سے خلفاء اور مریدوں کو بھی زمرۂ اہلحدیث میں شمار کیا اور عوارف المعارف فی انواع العلوم والمعارف میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ موصوف کے اکثر وبیشتر اتباع کرنے والے کسی ایک امام کے مقلد نہیں تھے، فرماتے ہیں۔

ثم حدثت قوم من بینھم فی ھذا الزمان فانھم رفضوا التقلید بالمذاھب المذکورۃ وتمسکوا بالکتاب والسنۃ فمنھم من سلك مسلك التوسط بین الافراط والتفریط وذھب الی انہ لا یجوز تقلید شخص معین مع تمکن الوجوع

پھر اس زمانہ میں ان کے اندر ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی جس نے مذاہب اربعہ کی تقلید کو چھوڑ دیا اور کتاب وسنت کو پکڑا۔ پھر ان میں بعض ایسے ہوئے جنہوں نے افراط وتفریط کے درمیان توسط کی راہ اختیار کی اور وہ اس طرف گئے کہ مقلد کو اپنے امام کے قول کے خلاف روایات تک رسائی کی قدرت

---

[۱] ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص۹۲ یہ سفرنامہ اب کتابی صورت میں "دہلی اور اس کے اطراف" کے نام سے کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی سے ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا۔

الی الروایات الدالـة علی خلاف قول الامام المقلد (بالفتح) والتقلید المطلق جائز والا لزم تکلیف کل عامی وھذا مذھب الشیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم الدھلوی وحفیدہ اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ واکثر اتباع سیدنا الامام احمد بن عرفان بن نور الشہید السعید[1]

ہو تو اسے کسی خاص امام کی تقلید روا نہیں ہے اور مطلق تقلید جائز ہے ورنہ ہر عامی کو مکلف قرار دینا لازم آئیگا یہ شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی اور ان کے پوتے اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ اور سیدنا امام احمد بن عرفان بن نور شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بیشتر پیروؤں کا یہی مسلک ہے۔

موصوف کے نامور فرزند مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے سیرت سید احمد شہید میں ان کے مسلک پر کچھ نہیں لکھا ہے بلکہ سید صاحبؒ کے اکابر واسلاف کا تذکرہ جن الفاظ میں کیا ہے، اس کا حاصل بھی وہی نکلتا ہے جو ان کے والد ماجد مولانا سید عبدالحیؒ کے الفاظ میں اوپر گذر چکا ہے۔

شیخ محمد اکرام نے "موج کوثر" میں اس مسئلہ کو "مسلک ولی اللہی اور وہابیت" کے عنوان سے چھیڑا ہے لیکن موصوف نے اس بحث کو سلجھانے کے بجائے اور الجھا دیا ہے لکھتے ہیں۔

"وہابی عقائد میں ایک اہم عقیدہ عدم وجوب تقلید شخصی کا ہے اس مسئلہ پر شاہ اسماعیل شہیدؒ نے سفر حج کے بعد اپنے آپکو غیر مقلد ظاہر کیا مولوی عبدالحی ان سے متفق تھے اور سید صاحبؒ کے عقائد کے متعلق اختلاف رائے ہے[2]۔ لیکن جہاد کے دوران میں مخالفین عام مسلمانوں

---

[1] ملاحظہ ہو الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند، طبع دمشق ۱۳۷۷ھ ص۱۰۳

[2] اختلاف رائے کی بات شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں کہی جاتی تو کسی عنوان درست بھی ہو سکتی تھی شاہ اسمٰعیل اور شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ کے متعلق وہی رائے درست ہے جو سرسید احمد شہیدؒ سے محققین علماء کے متعلق منقول ہے (جیسا کہ آگے آتا ہے) اسی لئے ارباب نظر اہل علم نے شاہ اسماعیل شہیدؒ کو کسی دور میں بھی غیر مقلد تسلیم نہیں کیا ہے۔

کو سیّد صاحبؒ کے عقائد کے بارے میں بہکانے لگے اور انھوں نے بمقام پنجتار مذہبی مسائل کی تشریح کے لئے افغان علماء کو بلایا اور شاہ اسمٰعیل صاحبؒ نے بڑی قابلیت سے مسئلہ "عدم وجوب تقلید" کی حمایت کی "اس وقت شاہ صاحبؒ نے جو رائے دی وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے" انھوں نے فرمایا کہ یہ وقت ترک تقلید کا نہیں ہم کو اس وقت کفار سے جہاد کرنا ہے تقلید کا جھگڑا اٹھا کر اپنے اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہیں اس جھگڑے سے جس کی بنا ایک فروعی اختلاف سنت یا مستحب ہے۔ ہمارا اصل کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہو جائے گا۔ مولانا سید احمد رائے بریلویؒ کی وفات کے بعد یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا[1]

شیخ صاحبؒ کے مذکورۂ بالا بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیّد صاحبؒ نے عدم وجوب تقلید کے مسئلہ کو اس عنوان سے کہ یہ وقت ایک فروعی اختلاف کا نہیں بلکہ فرضیت جہاد کا ہے ٹال دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خیال میں یہ مسئلہ نہ سید شہیدؒ کی حیات میں طے ہوا بلکہ ان کی وفات کے بعد اور بھی پیچیدہ ہو گیا۔ قطع نظر اس کے کہ شیخ صاحب کا بیان کردہ واقعہ کس حد تک صحت سے قریب ہے، یہ طریق بحث اس وقت میں سید صاحبؒ کے حق میں ہی نہیں بلکہ ان کی پوری دینی تحریک کے حق میں بھی سخت ضرر رساں تھا اور یہ مسئلہ ہرگز ایسا نہ تھا کہ اس عنوان سے معترضین کو خاموش کیا جا سکتا۔ جیسا کہ سید صاحبؒ کی تصریحات سے (جو آگے آتی ہیں) ظاہر ہے۔

مولانا غلام رسول مہر نے سید صاحبؒ پر بڑی محنت کی ہے مگر انھوں نے بھی اس امر سے بحث نہیں کی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (طبع جدید، لیڈن) کے فاضل مقالہ نگار ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ نے بھی اپنے مقالہ میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

مولانا مہر صاحب کو اس امر کا اعتراف ہے کہ بعض علماء کے طرز عمل سے سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقا پر سرحد کے چند نامور علماء کی طرف سے جو سب سے پہلا اور سنگین اعتراض کیا گیا تھا وہ یہی تھا کہ ان کا کوئی مسلک و مذہب نہیں ہے، موصوف "سید احمد شہیدؒ" میں لکھتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو "موج کوثر" مطبوعہ استقلال پریس لاہور ص ۴۳، ۴۴

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے مجموعہ مکاتیب میں دو مکتوب ایسے ہیں، جو پشاور کے دس علماء کے نام بھیجے گئے[1] پہلا ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ (۲۰ اکتوبر ۱۸۲۹ء) کو دوسرا، ۱۷ شوال ۱۲۴۵ھ (۱۱ اپریل ۱۸۳۰ء) کو ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان علماء کی طرف سے سید صاحبؒ اور آپ کے رفقاء پر کئی الزام لگائے گئے تھے مثلاً

(۱) سید صاحبؒ اور آپ کے رفقاء الحاد و زندقہ میں مبتلا ہیں، ان کا کوئی مذہب و مسلک نہیں ہے، نفسانیت کے پیرو ہیں اور لذاتِ جسمانی کے جویا۔

اس کے بعد دیگر الزامات کو نام بنام گنا کر لکھا ہے۔

یہ الزامات سراسر بے اصل تھے، سید صاحبؒ نے ان کا شافی جواب دیا[2]۔

مولانا مہر نے وہ جواب نقل نہیں کیا اور نہ اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں کہیں پیش

---

[1] ان علماء کے نام اور مختصر حالات مولانا مہر صاحب کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا حافظ محمد احسن بن محمد صدیق معروف بہ حافظ دراز پشاوری متبحر عالم علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے، سرحد سے سمرقند تک ان کے علم کا چرچا تھا (۲) مولانا حافظ محمد عظیم:۔ علم و فضل اور زہد و تقوی میں شیخ وقت، صحاح ستہ کے اسانید زبانی یاد تھے، روتے بہت تھے، آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، جب اخوند سید امیر عرف ملا کوٹھا پر معاندوں نے کفر کا فتوی لگایا تو انھوں نے علی الاعلان خلاف رائے دی، ملا صاحب کوٹھا انھیں کے شاگرد تھے ۔۔۔۔ ۲ رجمادی الاولی ۱۲۷۰ھ (۲۶ دسمبر ۱۸۵۳ء) وفات پائی (۳) مولانا غلام حبیب :۔ بڑے عالم تھے انھوں نے ملا صاحب کوٹھا کے خلاف فتوائے تکفیر کی مخالفت کی تھی ان کے فرزند مولانا غلام جیلانی مرحوم نے کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور کو دیدیا تھا (۴) مولانا مفتی محمد احسن بن مولانا مفتی محمد احمد متبحر عالم تھے، مکان محلہ کوٹلہ رشید خاں علاقہ گنج پشاور میں تھا (۵) مولانا مفتی حافظ احمد (۶) مولانا عبد الملک اخوندزادہ (۷) مولانا مراد اخوندزادہ (۸) مولانا قاضی سعد الدین۔ (۹) مولانا قاضی مسعود (۱۰) مولانا عبداللہ اخوندزادہ (منہ)

[2] ملاحظہ ہو سید احمد شہیدؒ، طبع لاہور ج۔۲ ص ۲۸۱-۲۸۲

کیا، ورنہ بات صاف ہو جاتی۔ مولوی محمد جعفر تھانیسری نے ان محولہ بالا دو مکتوب میں سے پہلا مکتوب جو ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ کو سید احمد شہیدؒ نے لکھوایا تھا، سوانح احمدی میں نقل کر دیا ہے۔ یہ مکتوب خاصا طویل ہے۔ اس کا صرف وہ ابتدائی حصہ جو اس موضوع سے متعلق ہے، ہدیہ ناظرین ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

از امیر المومنین سید احمد بخدمت عالیات منابع ہدایات مصادر افادات ہادیان راہ دین، خادمان شرع مبین ناشران احکام رب العالمین، نائبان رسول آمین مولانا حافظ دراز و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک اخوند زادہ و مولانا حافظ مراد اخوند زادہ و مولانا غلام حبیب اخوند زادہ و مولانا قاضی سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد اللہ اخوند زادہ و مولانا محمد حسن اخوند زادہ و مولانا حافظ احمد اخوند زادہ و جمیع علماء بلدۂ پشاور سلّمہم اللہ تعالیٰ۔

امیر المومنین سید احمد کی طرف سے بخدمت عالی مخزن و مرجع افادات، رہبران راہ دین، خادمان شرع مبین ناشران احکام رب العالمین، نائبان رسول امین، مولانا حافظ دراز، مولانا حافظ محمد عظیم، مولانا عبد الملک اخوند زادہ، مولانا حافظ مراد آخوند زادہ، مولانا غلام حبیب اخوند زادہ، مولانا قاضی سعد الدین، مولانا قاضی مسعود، مولانا عبد اللہ اخوند زادہ، مولانا محمد حسن اخوند زادہ، مولانا حافظ احمد اخوند زادہ اور تمام علماء پشاور سلمہم اللہ تعالیٰ۔

بعد ادائے تحیات و دعائے ترقی مدارج ہدایات مکشوف باد، دریں ایام چناں مسموع گردیدہ کہ بعضے از مجادلین بے انصاف و مکابرین باعتساف چندے از وساوس فتنہ انگیز و شبہات عناد آمیز بہ نسبت ما فقرائے مہاجرین و ضعفائے مجاہدین برتاختہ در جمہور انام از خواص و عوام متلبس ساختہ آتش عداوت

بعد سلام و دعائے ترقی مدارج معلوم ہو کہ ان دنوں ایسا سنا گیا ہے۔ کہ بعض بے انصاف جھگڑالو اور مخالف دشمنوں نے ہم ضعیف مجاہدین اور فقیر مہاجرین کی نسبت کچھ فتنہ انگیز وسوسے اور عناد آمیز شبہے پیدا کر دئے ہیں اور تمام عوام و خواص میں شہرت دیکر

در میان مسلمین محض بلقلقۂ لسانی افروختہ و مایۂ شقاوت پنہانی برائے خود اندوختہ وبال کذب و افتراء بر گردن خود برداشتہ و نکال دروغ بیفروغ بروز جزاء برائے خود مہیا ساختہ معاذ اللہ من ذالک. علاوہ بریں آنکہ بذریعہ افتراء و بہتان اضلال بعضے از اہل ایمان کردہ و ایشاں را از راہ رب العالمین کہ عبارت از مشارکت مہاجرین مجاہدین است دور تر بردہ در اذہان ایشاں برنسبت خدام شرع مبین سوء ظن انداختہ و باو راست جہاد را در نظر ایشاں راہ کج ساختہ آیۂ کریمہ الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین و آیۂ کریمہ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ و یبغونہا عوجاً گاہے نخواندہ و اسپ نظر و فکر را در میدان انصاف تمرا ندہ ہر چند ما ضعفاء کہ محض باستعانت رب العالمین اعتقاد میداریم و فقط عنایت او را قابل اعتماد می شماریم ہرگز موافقت مخلوقین را بخیال نمی آریم و اشتہار نام نیک و بد را در میان ابنائے زمان بجوے نمی شماریم و ذم ایشاں را بہر رنگ مدح ایشاں

اپنی زبان آوری سے مسلمانوں کے درمیان عداوت کی آگ لگا رکھی ہے انھوں نے شقاوت باطنی کا سرمایہ جمع کیا کذب و افترا کا وبال اپنی گردن پہ رکھا ہے اور دروغ بے فروغ کا عذاب قیامت کے دن کیلئے اپنے واسطے تیار کیا ہے، اس سے اللہ کی پناہ! اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ بہتان تراشی اور افترا پردازی کر کے بعض مومنین کو گمراہ کیا اور ان کو رب العالمین کی راہ سے جو کہ مہاجرین مجاہدین کے ساتھ شرکت سے عبارت ہے دور تر کر دیا ہے اور ان کے اذہان میں خادمان دین متین کی نسبت بدگمانی پیدا کر دی ہے ــ اور آیت پاک لعنۃ اللہ علی الکاذبین (پ۳/۱۴) جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے اور آیت پاک الا لعنۃ اللہ علی الظلمین الذین یصدون عن سبیل اللہ و یبغونہا عِوَجاً پ۱۲ سو پھٹکار ہے اللہ کی ناانصاف لوگوں پر جو کہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی کو، کبھی پڑھا نہیں ہے اور فکر و نظر کے گھوڑے کو انصاف کے میدان میں دوڑایا نہیں ہے۔ ہر چند ہم ضعیف لوگ جو صرف رب العالمین کی مدد پر یقین رکھتے ہیں اور محض اسکی عنایت کو قابل اعتماد سمجھتے ہیں مخلوق کی موافقت و مخالفت کا خیال بھی نہیں

ساقط الاعتبار می داریم و دائماً منتظر نزول
رحمت قادر مختار می مانیم امابحکم حدیث
اتقوا من مواضع التہم دفع تہمت ایشاں
لازم دانستیم و بنا بر توقع آنکہ شاید کسے
از مخلصین صادقین عزم مشارکت
مجاہدین داشتہ باشد و یا بسبب تہمت
و افترائے ایشاں رو تافتہ باشد
شاید بکشف حقیقت الحال و حل عقدۃ
اشکال باز براہ راست معاودت عاید و
بطریق اخلاص مراجعت فرماید بناءً علیہ
بیان واقع را درین باب واجب شمردیم
پس می گوئیم کہ چناں شنیدہ ایم کہ از جملہ
مفتریات آں مفتریاں آنست کہ ایں فقیر را
بلکہ زمرۂ مجاہدین را بہ الحاد و زندقہ نسبت
می نمایند یعنی چناں اظہار می کنند کہ ایں جماعۃ
مسافرین ہیچ مذہب ندارند و بہیچ مسلک
مقید نیستند بلکہ محض راہ نفسانیت می پویند
و بہر وجہ لذات جسمانی می جویند خواہ موافق
کتاب باشد خواہ مخالف معاذ اللہ
من ذالک ۔ پس باید دانست کہ نسبت
مامروم باین امر شنیع افترائیست قبیح و بہتانیست
صریح ' این فقیر و خاندان این فقیر در بلاد ہندوستان
گمنام نیست الوف الوف انام از خواص و عوام

کرتے ہیں اور اپنے ہمعصروں کے اندر نیک نامی
بدنامی کی شہرت کو ایک جو کے برابر بھی نہیں
سمجھتے ان کی مذمت کو ان کی مدح کی طرح
ساقط الاعتبار سمجھتے ہیں اور ہمیشہ قادر مختار
کی نزول رحمت کے منتظر رہتے ہیں لیکن
حدیث شریف اتقوا من مواضع التہم (کہ
تہمت کی جگہوں سے بھی بچو) کے حکم کے بموجب ان
کی تہمت کو اس خیال سے دور کرنا لازم سمجھتے ہیں کہ
شاید مخلص حق پرستوں میں سے کوئی مجاہدین کی
شرکت کا عزم رکھتا ہو اور اس نے ان کی تہمت
و افترا پردازی کی وجہ سے منہ موڑ لیا ہو' ممکن ہے
حقیقت حال واضح ہو جانے اور عقدۂ اشکال حل
ہو جانے سے وہ پھر راہ راست کی طرف لوٹ آئے
اور از راہ اخلاص واپس آجائے اس بناپر اس سلسلہ
میں حقیقت حال کو واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں' ہم
کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا سنا ہے کہ ان افترا پردازوں
کی افترا پردازیوں میں سے یہ ہے کہ اس حقیر کو بلکہ
مجاہدین کے پورے گروہ کو الحاد و زندقہ کی طرف
نسبت کرتے ہیں یعنی یوں بیان کرتے ہیں کہ مسافرین
کی یہ جماعت کوئی مذہب نہیں رکھتی اور نہ کسی
مسلک کی پابند ہے بلکہ محض نفسانیت کی پیرو
اور لذات جسمانی کی جو یا ہے خواہ کتاب اللہ
کے موافق ہو خواہ مخالف' اس سے خدا کی پناہ !

این فقیر و اسلاف این داعی دانند کہ مذہب این فقیر اباً عن جدٍ مذہب حنفی است و بالفعل ہم جمیع اقوال وافعال این ضعیف بر قوانین اصول حنفیہ وآئین وقواعد ایشان منطبق است یکے از آں خارج از اصول مذکورہ نیست الا ماشاء اللہ آنچہ از ہمہ افراد ایشان سبب غفلت ونسیان صادر می گردد کہ بخطائے خود معترف می باشد وبعد از اعلام براہ راست معاودت می نماید۔

آرے در ہر مذہب طریق محققین دیگر می باشد وطریق غیر ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضے دیگر نظر بقوت دلیل توجیہ بعضے عبارات منقول از سلف وتطبیق مسائل مختلفہ مدون در کتب وامثال ذلک دائماً از کار وبار اہل تدقیق وتحقیق است باین سبب ایشان خارج از مذہب نمی توانند شد بلکہ ایشان را لب لباب اہل آں مذہب باید شمرد ہر کہ درین مقدمہ شبہ داشتہ باشد لازم است کہ نزد این فقیر آمدہ بالمشافہ حل

پس جاننا چاہیئے کہ ایسی بات کی ہم لوگوں کی طرف نسبت بہت بڑا افترا اور کھلا ہوا جھوٹ ہے یہ فقیر اور اس فقیر کا خاندان ہندوستان میں گمنام نہیں۔ ہزاروں انسان خواص ہوں یا عوام اس فقیر کو اور اس کے بزرگوں کو جانتے ہیں کہ اس فقیر کا آبائی مذہب حنفی ہے اور اس زمانہ میں بھی اس فقیر کے تمام اقوال اور افعال حنفیہ کے اصول و قوانین اور انہی کے آئین اور قواعد پر منطبق ہیں۔ ایک بھی ان اصول مذکورہ سے خارج نہیں ہے الا ماشاء اللہ جو ان اصحاب سے غفلت اور بھول چوک سے صادر ہو جاتا ہے تو وہ اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں اور اطلاع پانے کے بعد راہ راست پر آجاتے ہیں۔

ہاں ہر مذہب میں محققین کا طریقہ اور ہوتا ہے اور جو محقق نہیں ہوتے ان کا اور ہوتا ہے۔ بعض روایتوں کو بعض پر ترجیح دینا، قوت دلیل کو دیکھنا، سلف سے بعض منقول عبارتوں کی توجیہ کرنا کتابوں میں مدون شدہ مختلف مسائل میں تطبیق دینا اور اسی طرح کے اور امور ہیں یہ ہمیشہ اہل تحقیق و تدقیق کا منصب رہا ہے اس وجہ سے ان کو مذہب سے خارج نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ انہی کو اہل مذہب کا لب لباب سمجھنا چاہیئے۔ جس کسی کو اس مقدمہ میں کوئی شبہ ہو

اشکال نماید یا خود بفہمد یا این فقیر را بفہماند[1]	اس پر ضروری ہے کہ وہ اس فقیر کے پاس آکر دور دو اشکال حل کرے یا خود سمجھ لے یا فقیر کو سمجھا دے۔

سید شہیدؒ کی کتاب حقیقۃ صلوٰۃ کے حسب ذیل جملے بھی موصوف کے حنفی ہونے کی بین دلیل ہیں۔

"جلسے اور قومے میں سوا ان دو دعاؤں کے اور بھی صحیح حدیثوں میں منقول ہے لیکن حنفی مذہب میں ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ دعائیں اگر نفل نماز کے قومے اور جلسے میں پڑھے تو سنت ہے اس لئے کہ فرض نماز میں ان دعاؤں کا پڑھنا سنت نہیں ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ علماء پشاور نے تو یہ سوال بہت بعد میں اٹھایا تھا۔ ہندوستان میں جب سید صاحبؒ کا قیام اپنے وطن بریلی میں تھا اسی زمانہ میں موصوف کے مشہور خلیفہ مولانا کرامت علی جونپوری نے سید صاحبؒ سے تقلید ائمہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ موصوف کا بیان ہے۔

اس عاجز نے بریلی میں حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ سے پوچھا کہ ہم کس پر عمل کریں اور کس امام کی تقلید میں نجات ہے۔ فرمایا فقہ پر عمل کرو اور چاروں اماموں میں سے جس کی تقلید پر کوئی مرے گا نجات ہے اور بریلی میں اپنے مرشد حضرت سید احمد ادام اللہ برکاتہ سے پوچھا کہ کس پر عمل کریں۔ آپ نے فرمایا کہ فقہ کی متون پر مثل حدیث متواتر کے آنکھ موند کے عمل کیا کرنا اور فتاویٰ کو تحقیق کر لینا کیونکہ اس میں نرم گرم سب طرح کی روایتیں لاتے ہیں اور یہی بات حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہما اللہ وغیرہ علمائے دین کی تصنیفات سے ظاہر ہے[2]۔

---

[1] ملاحظہ ہو تواریخ عجیب موسوم بہ سوانح احمدی از مولوی محمد جعفر تھانیسری مطبع فاروقی دہلی ۱۳۰۷ھ ص ۳۰۵ تا ۳۰۶ اسی اصول کے اعتبار سے ارباب نظر شاہ اسمٰعیل شہید اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو حنفی کہتے ہیں اور ان کو زمرۂ محققین احناف میں شمار کرتے ہیں [2] ملاحظہ ہو قوۃ الایمان از مولانا کرامت علی جونپوری مطبع قادری کلکتہ ۱۲۵۳ھ ص ۲۹

موصوف "نور علی نور" میں فرماتے ہیں[1]:

مرشد برحق آپ مقلد تھے اور تقلید کے خلاف جو کوئی شخص کرتا تو اپنے قافلہ سے نکلوا دیتے اور جو تعلیم پذیر ہوتا تو حضرت مرشد برحق اس کو نصیحت کر کے راہ پر لاتے اور یہ بات تمام ہندوستان اور بنگالے میں مشہور ہے۔

اسی کتاب "نور علی نور" میں ایک اور موقعہ پر لکھتے ہیں۔

حضرت مرشد برحق نے خلافت نامہ میں تقلید کا حکم دیا ہے اور آپ مقلد تھے، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اور حضرت مرشد برحق اپنے حنفی ہونے کا فخر کرتے تھے اور جب ان کی مجلس میں حدیث کی کوئی کتاب پڑھی جاتی اور امام شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب کے موافق کوئی حدیث نکلتی تب فرماتے تھے کہ اس مسئلہ میں جس حدیث پر ہمارے امام صاحب نے تمسک کیا ہے اس کو بھی پڑھو اور اس عاجز نے لامذہبوں کی باتوں کا کہیں کہیں غلغلہ سن کے مرشد برحق سے پوچھا کہ وہ لوگ حدیث پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور فقہ پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں۔ اس مقدمہ میں حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ تب حضرت مرشد نے بطور وصیت کے بڑی تاکید سے فرمایا کہ المتون کالمتواتر تم فقہ کی متون کتابوں پر آنکھ موندے ہوئے بلا کھٹکے چلے جاؤ اور فتاویٰ میں خوگیر کی بھرتی ہوتی ہے یعنی اس میں قوی، ضعیف سب طرح کی روایت ہوتی ہے۔ اس کو چن چان پھونک پھانک لینا ہے یعنی اس کو خوب تحقیق کر کے مفتی بہ پر عمل کرنا ہے[2]

مولانا عبدالحکیم تنبیہ المغتر میں رقم طراز ہیں۔

بڑے بڑے مفسرین و محدثین کیا ارباب شریعت و کیا صاحبان طریقت سب حنفی شافعی، مالکی، حنبلی ہوئے ہیں۔ خود طریقۂ مجددیہ کے پیشوا حضرت امام ربانی مجدد

---

[1] ملاحظہ ہو نور علی نور از مولانا کرامت علی جونپوری، اعظم المطابع جونپور ۱۳۲۵ھ ص۱۴

[2] ملاحظہ ہو نور علی نور ص ۱۵، ۱۶

الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث طریقۂ محمدیہ کے بڑے امیر المومنین امام اجد حضرت سید احمد اور ان کے خلفاء مولانا محمد اسماعیل، مولانا عبدالحی، مولوی سید محمد علی صاحب واعظ، مولوی خرم علی صاحب، مولوی کرامت علی صاحب وغیرہم یہ سب حنفی المذہب تھے، کتاب ایضاح الحق الصریح، جو تصنیف ہے مولانا ممدوح محمد اسماعیل صاحب کی ہے سو حنفی المذہب کے اصول و قواعد پر مبنی ہے[1]

نواب صدیق حسن خان قنوجیؒ نے ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کو حنفی تسلیم کیا ہے، موصوف لکھتے ہیں۔

خاندان محمد بن عبدالوہاب بیت علم حنابلہ بود
وخاندان ایشاں بیت علم حنفیہ ست و
ایشاں را باوشان ہیچ علاقۂ تلمذ یا ارادت
یا ہموطنی یا صحبت یا معرفت گاہے نبودہ[2]

محمد بن عبدالوہابؒ کا خاندان حنفی المذہب
تھا اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کا خاندان حنفی
مسلک کا پیرو تھا ان کا ان سے نہ شاگردی کا
تعلق تھا نہ عقیدت اور ہموطنی کا نہ صحبت
اور ہمنشینی تھی اور نہ کبھی ایک دوسرے کا آپس
میں تعارف ہی ہوا تھا۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سیّد احمد شہیدؒ اپنے شیخ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی طرح پکے حنفی تھے اور انہی کے طریقہ پر سختی سے عامل تھے، فروع میں آزادی رائے اور آزادی عمل کے قائل نہیں تھے اور نہ وہ اس کو اچھا سمجھتے تھے۔

---

[1] تنبیہ المغترین، مطبع مسلمانی دیلور ۱۲۸۴ھ ص ۳۶
[2] ہدایۃ السائل، مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۲ھ